منتخب

بہار ہندی

واقع یکم رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۶ھ روز دوشنبہ

بہ

[illegible]بانی رو و مو سے

جسکو

منا سامی س[illegible]جان وارد سکندر آباد نے بغرض عام فائدہ کیلئے طبع کیا

در مطبع [illegible] دکن رزیڈنسی

الحفیظ

الامان قہر جلال کبریا — اُف رے غیظِ لایزال کبریا
الامان ندی کی طوفان الامان — الامان اے جوشِ باران الامان
الامان مرگِ مفاجات الحفیظ — الامان اے دورِ آفات الحفیظ
الامان اے خانہ بربادیٔ خلق — الامان اے وحشت وادیٔ خلق
الامان اے گردشِ دورِ فلک — الحفیظ اے کثرتِ جورِ فلک
١٣٢٦ تیرہ سو چھبیس سن ماہِ صیام — اولین تاریخ جانکاہِ صیام
صبح کو صبحِ قیامت تھی نمود — ایک دن مین تازہ آفت تھی نمود
بخت کی گردش کا تھا تازہ ستم — موسمِ بارش کا تھا تازہ ستم
ابر تھا ودن سے گو چھایا ہوا — دل اندھیرے سے تھا گھبرایا ہوا
اتنے مین ندی کو طغیانی ہوئی — سُنتے ہی دل کو پریشانی ہوئی
قطرہ بڑہتے بڑہتے دریا ہوگیا — نوح کا طوفان برپا ہوگیا
غل اُٹھا آئی ہے ندی زور سے — موج ٹکراتی [illegible] پل کو شور سے
جب تماشہ دیکھنے جانے لگے — دیکھنے والے بھی گھبرانے لگے
پھر تو بڑہنے لگ گیا اور اوسکا جوش — بس [illegible] نہین پانی کا خروش

اوس کی آوازین تھی دل کی پارہ تھین
سنتے سنتے سب کے جانین زار تھین

گذرا جیون تیون کرکے دن اتوار کا
ڈھنگ بگڑا رات کی رفتار کا

پیر کی شب مین غضب ٹوٹا نیا
سر پہ اک کوہ تعب ٹوٹا نیا

خلق پانی دیکھہ کر مغموم تھی
یہ بڑھا اور وہ بڑھا کی دہوم تھی

بڑہتے بڑہتے شہر مین داخل ہوا
شکل سیلاب فنا ساحل ہوا

دیکھہ کر خلقت کا جی ڈرنے لگا
گھر مین ہر اک کے گذر کرنے لگا

مال سے سامان سے منہ موڑ کر
بھاگنے سب لگ گئے گھر چھوڑ کر

لے سکے اسباب جو کچھہ لے لیا
جو رہا باقی وہ قسمت مین نہ تھا

جان کی تھی فکر کیا مال و منال
وصل دولت مین ہوا آخر وصال

کیا کہون عورات کی بے پردگی
اسطرح دیکھی نہ تھی بے پردگی

کیا کہون اون کا جو ذی مقدور تھین
وہ ہر اک طرح سے مستور تھین

تھی سواری گھر کی کیا کم تھا اونھین
کچھہ نہ تھا بے پردگی کا غم اونھین

خالی گھر چھوڑا چلین ہو کر سوار
تھی امارت اونکی اونکی پردہ دار

جنکے گھر کوئی سواری کو نہ تھی
تھی مگر سردی مین گرمی مال کی

پیسے پھینکے پردہ داری مل گئی
بس کرایہ کی سواری مل گئی

چڑہ گیا تھا گاڑی والونکا دماغ
بجھہ گیا دل مین مروت کا چراغ

چار آنے تھے جو جانے کی جگہہ
روپیہ لیتے تھے آنے کی جگہہ

ایک کے دو ہو گئے تھے دو کے چار
اب غریبون کا بتاؤن کیا مآل
سر پہ کچھ اسباب بیچھے عورتین
بعض کے تو سر پہ تھی چادر بغضب
تھا وہی گھر مین جو کچھ تھا جسم پر
پردہ سے حاصل ہوئی بے پردہ گی
پردہ کیسا کیسا پردے کا خیال
اوسپہ دریائے جلالِ رب کا جوش
جلد جو نکلا سلامت رہ گیا
جس نے موڑا مال سے منھ چل لیا
حرص نے روکا جسے وہ مر گیا
گھس گیا پانی گھرون مین سر بسر
سنئے گھر والون کی اب حالت ذرا
جو رہے اوس مین وہ دب کر مر گئے
کوئی گریان گھر کو گرتا دیکھکر
کوئی کہتا ہے کہ بھائی مر گیا
کوئی کہتا ہے کہ بابا ہے کہان

ان شریرون پر پڑے خالق کی مار
تھام کر دل اوس کا بھی سن لیجے حال
گود مین بچون کو لے کے عورتین
بعض کو یہ بھی نہ تھی جو تھین غریب
ڈھاپتی تھین وس سے منھ اور اپنا سر
پردہ جاری بن گئی بے پردہ گی
جان بچ جائے یہی اک تھا خیال
پانی گھر مین ہو گیا حلقہ بگوش
جس نے گھر چھوڑا سلامت رہ گیا
وہ رہا زندہ وہی جیتا بچا
اوس کو پانی بھی نوالہ کر گیا
بیٹھنے سب لگ گئے دیوار و در
سب کھڑے ہین نوزر کر جا بجا
وارثون کو اپنے تنہا کر گئے
اور ہائے کوئی اپنے مال پر
کوئی کہتا ہے کہ میرا گھر گیا
کوئی کہتا ہے گیا بیٹا جوان

کوئی عورت رو رہی ہے زار زار
حال اون کا رہنے دیجے ای حضور
اشرف المخلوق سے ایسا سلوک
یعنے ندی حکم کی محکوم تھی
ہر عمارت صورت معدوم تھی
دہار تھی ندی کی یا تلوار تھی
سب گھرون پر اپنا سایہ ڈال کر
قید سے صورت کے آزادی ہوئی
نام کو گھر ہے نہ ہے گھر کا نشان
کوئی کہتا ہے کہ گھر کیا گر گیا
شہر مین مشہور تھے جو چار پل
کوئی ٹوٹا اور کوئی گر پڑا
جو مسلم تھا وہ ہے ٹوٹا ہوا
اور چادر گھاٹ بھی ہے گھاٹے مین
اور بگڑا ہے پرانے پل کا طور
ہو گئے اکثر محلے بھی تباہ
ہر طرف میدان کیا شفاف ہے

گر پڑا ہے اوس کا بچہ شیر خوار
حالت اب ندی کی سنئے ہے ضرور
پانی انسان سے نہ یہ کرتا سلوک
ایک خلقت رنج سے مغموم تھی
یہ گری اور وہ پڑی کی دہوم تھی
نوک اوس کی سب کے دل کے پار تھی
ایک ہی سانچے مین رکھا ڈہال کر
خوب آبادی کی بربادی ہوئی
ڈہونڈہتا ہے ہر کہین اپنا مکان
زندگی پر جس کے پانی پھر گیا
ہو گئے وہ سب کے سب سیماب چل
کوئی گرتے گرتے ہل کر رہ گئی
اور نیا پایہ سے ہے چھوٹا ہوا
آگیا ندی کے وہ بھی پاٹ مین
پہلے وہ کچھ اور تھا اب کچھ ہے اور
تھے جہان گھر [illegible]
ہر طرف مد نظر تک صاف ہے

ہر طرف لاشون کا اک انبار تھا
ہر شجر اک لاش پر ہے نوحہ گر
بھائی ہے گریان بہنا کی لاش پر
دعون کی ہے فکر مین کوئی تباہ
موسم بارش نہ آیا اب کے راس
ختم کر شایق تو غم کی داستان
ہان مگر آیا مجھے اب یہ خیال
ہم برے اعمال کرکے مر چلے
ہے ہمارے واسطے جرم و خطا
حیدرآباد دکن مین اے خدا
تازہ کر دے جو ہوے ویران چمن
میر محبوب علی خان بادشاہ
اون کی فطرت مین ہر ہمدردی کی شان
اپنے آقا کا ذرا اب سنئے حال
یعنے مابین رعایا اور شاہ
اون کے تابعدار سب قدردان
عام ہے گو صدمہ درد و بلا

تیر غم دل مین جگر مین پار تھا
باپ ہے کوئی کسی کا ہے پسر
رو رہا ہے مان کو اپنی یاد کر
کوئی محتاج کفن ہے آہ آہ
ہوگئی دنیا نگاہون مین اوداس
رو رہا ہے سن کے اسکو اک جہان
اپنے بد اعمالیون کا ہے مآل
امت احمد کو رسوا کر چلے
اور شایان ہے تجھے لطف و عطا
پہلی سی ہو جائے پھر نشو و نما
حشر تک پھولا رہے باغ دکن
خسرو ملک دکن رفعت پناہ
ہے مروت رحم اون کی آن بان
ہو بیان کس طرح سے اونکا ملال
اک تعلق خاص ہے اللہ گواہ
یہ خدا اون پر وہ اُن پر مہربان
شہ مین ہم مین فرق ہے اس رنج کا

ہے کسی کو فکر اپنی جان کی
ہے کسی کو دوست کی احباب کی
ہے کسی کو باپ کے مرنے کا غم
غم کسی کو بھائی کا ہمشیر کا
ہر بشر ہے مبتلا اک فکر مین
ہے جدا ہر اک کے دل پر ستم
شاہ کے دل کی حقیقت پوچھئے
ایک نازک دل پہ صدہا آفتین
اون کا ہر اک پل پہ آ کے دیکھنا
آنکھ سے آنسو روان ہو لب پہ آہ
ملک پر اپنے تباہی دیکھکر
دیکھ کر اپنی رعایا کو تباہ
یا خدا تیرا کرم درکار ہے
تو جو یون ناراض ہے ای کردگار
دھوم ہے تیرے کرم کی ای کریم
دیوڑھی کو اپنے شاہ دادگر
بے سروسامان غریبونکے لئے

ہے کسی کو مال کے نقصان کی
ہے کسی کو دولت و اسباب کی
کوئی ہے مرگ پسر سے پر الم
اور کسی کو منہدم تعمیر کا
درد و ماتم رنج و غم کے ذکر مین
ہے جدا ہر ایک کے دل پر الم
اون پہ کیا گذری وہ حالت پوچھئے
ایک جان اور اسپہ کیا کیا آفتین
دیکھنا با دیدۂ تر دیکھنا
اور وہ حسرت بھری اونکی نگاہ
خلق پر قہر الہی دیکھکر
کہتے تھے رو کر یہی ظل الہ
تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہے
کون ہے پھر غمزدونکا غمگسار
رحم کر تو نام ہے تیرا رحیم
جب ہوے واپس یہ حالت دیکھکر
ساتھ ہی احکام یہ نافذ ہوے

خاص [illegible] شاہی مکان
[illegible] اجازت ہے کہ سب ٹہرین ہان

ہو فروکش جسکا جی چاہے جہان
جو مکان میرا ہے وہ اون کا مکان

اون غریبونکا جہان پر ہو قیام
کہانے پینے کا

وقت پر کہانا او نہین ملتا ہی
یہ ہو کوئی کہیں

کیون نہ ایسے شاہ پر دل ہو نثار
جو رعیت کا ہوا

دیکہین امداد آگے کیا ہوتی ہی اور
ہان مگر یہ مسئلہ

اے مری آصف مری پیاری حضور
خرم و شادان ر

خیر جو ہوتا تہا وہ سب کچہ ہوا
ہاتھ اوٹھا کر ا

شاہ اور اولاد اون کی کردگار
خوش رہین آباد

غزل

موسم بارش مین جب ندی کو طغیانی ہوئی
حیدرآباد دکن مین کیا پریشانی ہوئی

ہو گیا غلدت نیا پل صورت فرعون آج
موسی ندی آئی ہی جسوقت طغیانی ہوئی

کب سلم پل رہا ثابت شکستہ ہو گیا
اور پرانے پل کی بہی پہر صاف عریانی ہوئی

آنکہ گہماتے مین چادرگہاٹ کا پل گرچہ ہے
اوسکی جو بنیاد تہی پانی مین سب فانی ہوئی

گر گئے گہر سیکڑون انسان ہزارون بہہ گئے
زعمین مرگ مفاجاتی ہے آسانی ہوئی

موت غرق آب خاصہ کر دیا سیلاب خوب
کیا عدم آباد مین جانونکی مہمانی ہوئی

دیکہکر یہ اثر شایق نے رو کر یون کہا
آہ واویلا عجب ندی کو طغیانی ہوئی

۱۳۲۶ھ